سوال

(106)اموال زکوٰۃ سے مدارس اسلامیہ کی تعمیر جائز ہے یا نہیں۔

جواب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

اموال زکوٰۃ سے مدارس اسلامیہ کی تعمیر جائز ہے یا نہیں اور مدرسین واساتذہ ومکاتب اسلامیہ کو زکوٰۃ سے تنخواہ دی جا سکتی ہے یا نہیں؟

الجواب بعون الوہاب بشرط صحة السؤال

وعلیکم السلام ورحمة اللہ وبرکاته!

الحمد للہ، والصلاة والسلام علیٰ رسول اللہ، أما بعد!

زکوٰۃ سے دینی مدارس کی تعلیم بعض علماء کے نزدیک جائز ہے اور غریب مدرسین کی تنخواہ بھی جائز ہے چونکہ فی سبیل اللہ میں داخل ہے اور فی سبیل اللہ عام ہے چنانچہ تفسیر خازن:
((قال بعضهم ان اللفظ عام فلايجوز قصرهٔ علی الغزاة فقط ولهذا جائز بعض الفقهاء صرف سهم سبیل اللہ الی جمیع وجوه الخیر من تکفین الموتی وبناء الجسور والحصون وعمارت المسجد وغیر ذالک لان قوله وفی سبیل اللہ فی الکل فلاء یختص دون غیرهٖ انتهیٰ ومطبوعه مصر جلد ا ص ۲۴۰))
بعض مفسرین ((قفال مروزی)) وغیرہ نے کہا ہے کہ لفظ فی سبیل اللہ عام ہے پس اس کو محض نمازیوں پر منحصر کرنا جائز نہیں۔ اس لیے بعض فقہاء نے حصہ سبیل اللہ کا تمام وجوہ خیر میں صرف کرنا جائز رکھا ہے۔ جیسے مردوں کا کفن دفن اور پل اور قلعوں کا بنانا۔ مساجد کی تعمیر اور اس کے سوا جیسے مدرسہ کی تعمیر وغیرہ اس لیے کے اللہ کے فرمان فی سبیل اللہ ہر ایک کو عام ہے پس وہ غزوہ ہی کے ساتھ خاص نہ ہوگا۔ امام رازی رحمۃ اللہ علیہ تفسیر کبیر میں فرماتے ہیں:
((اعلم ان ظاهر اللفظ فی قوله وَفِي سَبِيلِ اللَّهِ لایوجب القصر علی الغزوة فلهٰذا المعنی نقل القفال فی تفسیرهٖ عن الفقهاء انهم اجازوا صرف الصدقات الی جمیع الوجوه الخیر من تکفین الموتٰی وبناء الحصون وعمارت المساجد لان قوله فی سبیل اللہ عام فی الکل انتهیٰ مفاتیح الغیب مصری ص ۶۸۱ جلد ۲))
یقین کرو کہ اللہ تعالیٰ کے قول وفی سبیل اللہ کا ظاہ لفظ موجب حصر مجاہدین پر نہیں ہے اس معنی کے لحاظ سے امام قفال مروزی رحمۃ اللہ علیہ (محدث) نے اپنی تفسیر میں بعض فقہاء سے نقل کیا ہے۔ کہ انہوں نے زکوٰۃ کا تمام وجوہ خیر میں صرف کرنا جائز کر رکھا ہے جیسے تکفین موتیٰ اور قلعوں کا بنانا اور مساجد کی تعمیر اس لیے کہ اللہ تعالیٰ کا قول وفی سبیل اللہ ہر (امور خیر) کو عام ہے ایسا ہی خاتم المفسرین نواب صدیق حسن رحمۃ اللہ علیہ خان صاحب نے تفسیر فتح البیان میں فرمایا:
((وحیث قال ان اللفظ عام فلایجوز قصرهٔ علی نوعٍ خاص ویدخل فی وجوه الخیر من تکفین الموتی ونبائے الجسور والحصون وعمارت المساجد وغیر ذلک انتهیٰ وفتح البیان)) (مصری ص ۱۲۴ جلد ۴)
بے شک (لفظ فی سبیل اللہ) عام ہے۔ پس اس کو ایک خاص قسم (غزوہ) پر منحصر کرنا جائز نہیں، اس میں نیکی کے تمام اقسام داخل ہیں کفن موتیٰ پل اور قلعوہ کا بنانا، مسجدوں کا تعمیر کرنا اور اس کے سوا (جیسے تعمیر مدرسہ وغیرہ) انتہیٰ۔ ان عبارات سے ظاہر وباہر ہے کہ لفظ فی سبیل اللہ عام ہے جو ہر ایک نیک کام کو شامل ہے اس میں طلبہ کی امداد واعانت بھی شامل ہے۔ جیساکہ تفسیر مظہری میں ہے:

((من انفق مالہ فی طلبۃ العلم صدق انہ انفق فی سبیل اللہ)) (ص ۵۱ مطبوعہ ہاشمی)

''جس نے اپنا مال طالب علموں پر خرچ کیا اس کی بابت یقینا کہا جائے گا کہ یہ خرچ ثمانیہ سے فی سبیل اللہ میں داخل ہے۔''

کام مریسانئہ، جیساکہ پہلے گزرچکا ہے فقیر کے نزدیک اسی طرح پر تنخواہ علماء مدرسین بھی سبیل اللہ میں داخل ہے۔ اور امام شوکانی واہل الغمام میں لکھتے ہیں:

((ومن جملۃ فی سبیل اللہ الصرف فی العلماء الصحابۃ فان لھم فی مال اللہ نصیباً سواء کانوا اغنیاء وفقراء بل الصرف فی ہذہ الجھتہ من اھم الامور وقد کان علماء الصحابۃ یاخذون من جملۃ ہذہ الاموال التی کانت تفرق بین المسلمین علی ہذہ الصفنفقۃ من الذکوۃ الی اخر ملخصاً)) (دلیل الطالب ص ۴۳۲)

''من جملہ فی سبیل اللہ علماء کرام پر صرف کرنا بھی ہے۔ اس لیے کہ ان کا بھی اس مال میں حصہ ہے۔ خواہ وہ امیر ہوں خواہ فقیر، بلکہ اس راہ میں خرچ کرنا بہت ضروری ہے۔ علماء صحابہ رضی اللہ عنہ بھی ان مالوں سے لیتے تھے جو مسلمانوں پر زکوۃ سے خرچ کیے جاتے تھے۔''

اور بعض علماء کے نزدیک فی سبیل اللہ صرف مجاہدین کے لیے ہے اس لیے ان کے نزدیک مدارس ومدرسین فی سبیل اللہ سے خارج ہیں۔ مہینے ماہ نامہ الاسلام مجریہ ۱۵ اگرش ۱۹۵۹ء میں حضرت مولانا عبدالرحمن صاحب رحمۃ اللہ علیہ مبارک پوری اور حضرت میاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے فتویٰ کو درج کیا ہے جس سے عدم جواز نکلتا ہے۔ لیکن راقم الحروف کے نزدیک فی سبیل اللہ عام ہے اس لیے دینی مدارس اور دینی مداس کے خدام فی سبیل اللہ میں داخل ہی۔ لہٰذا مدارس کی تعمیر میں غریب مدرسین کے مشاہرہ میں دینا جائز ہے کیونکہ موجودہ زمانہ میں دینی مدارس کا دارومدار انہی پر ہے۔ البتہ جو لوگ اپنے بچوں کو کسی مدرس سے تعلیم دلاتے ہوں اور انہیں اپنے طور پر ملازم رکھتے ہوں تو ایسے ملازم مدرس کو زکوۃ کا روپیہ تنخواہ کے بدلہ میں دینا جائز نہیں ہے۔ ہم نے جو ماہ نامہ اسلام مجریہ ۱۵ اگشت ۱۹۵۹ء میں عدم جواز لکھا ہے۔ اس قسم کے مدرسین مراد ہیں۔ جو خصوصی طور پر بعض لوگ اپنے بچوں کو پڑھانے کے لیے رکھ لیتے ہیں اور اگر زکوۃ دینے والا اس کو اپنے طور سے ملازم نہ رکھے بلکہ وہ مدرس کسی دینی اسلامی مدرسہ کا خادم ہے۔ اور درس وتدریس کا بھی سر انجام دیتا ہے تو ایسے کو زکوۃ دینا بشرطیکہ وہ مستحق ہو تو جائز ہے لفظ فی سبیل اللہ کو صرف جہاد ہی کے لیے خاص کرنا اور مجاہدین کے لیے مخصوص کرنا صحیح نہیں ہے ہاں فی سبیل اللہ کے فردوں میں سے ایک فرد یہ بھی ہے جو کہ وہ بھی فی سبیل اللہ میں ہی داخل ہے۔

ابوداود شریف میں معقل سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((فان الحج فی سبیل اللہ)) ''فی سبیل اللہ حج میں داخل ہے۔'' اور دین اور اسلام بھی فی سبیل اللہ میں داخل ہیں۔

چنانچہ مندرجہ ذیل آیتوں میں لفظ فی سبیل اللہ سے دین اور اسلام مراد ہے:

يَصُدُّونَ عَن سَبِيلِ اللَّهِ (سورۃ الانفال وتوبہ وابراہیم)

لِيُضِلَّ عَن سَبِيلِ اللَّهِ (حج ولقمان)

الَّذِينَ كَفَرُوا وَصَدُّوا عَن سَبِيلِ اللَّهِ (قتال نحل)

حَتَّىٰ يُهَاجِرُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ (نساء)

وَالَّذِينَ هَاجَرُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ

وَالْمُهَاجِرِينَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ (نور)

بہر حال بعض علماء کے نزدیک چونکہ فی سبیل اللہ عام ہے اس لیے دینی مدارس کے سلسلے میں دینا جائز ہے جبکہ موجودہ دور میں دینی مدارس کا چلنا اسی پر موقوف ہو رہا ہے۔ تو یہ بھی ایک ضرورت شدیدہ ہے۔ جس طرح بعض فقہاء نے ضرورۃ تعلیم پر اجرت لینا درست لکھا ہے۔ واللہ اعلم بالصواب۔

عبدالسلام بستوی مدرس ریاض العلوم اردو بازار دہلی۔ اخبار اہل حدیث دہلی جلد ۹ شمارہ ۱۳۷۹۱۶ھ

ھذا ما عندي واللہ أعلم بالصواب

فتاویٰ علمائے حدیث

جلد7ص222۔225

محدث فتویٰ